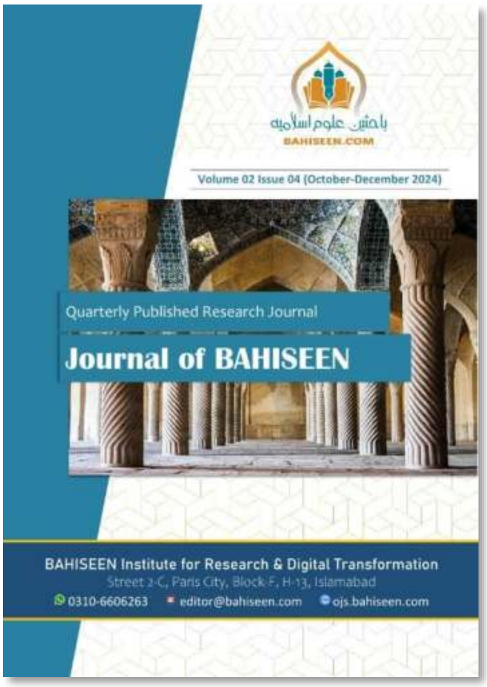

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 02, Issue 04,
October-December 2024
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2024
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

معاشرہ کے مذہبی واخلاقی زوال کے اسباب اور ان کا تدارک: قرآن وسنت کی روشنی میں خصوصی مطالعہ

Causes of religious and moral decline in society and their remedies: An analysis in the light of the Quran and Sunnah

Muhammad Ajmal Qasmi
PhD Scholar The Islamia University of Bahawalpur
Email: qasmi516@gmail.com
Dr. Muhammad Muavia Khan
Assistant Professor The Islamia University of Bahawalpur
Rahim Yar Khan Campus
Email: muavia.khan@iub.edu.pk

Abstract

This comprehensive study explores the causes and remedies of religious and moral decline in society, with a particular focus on the Pakistani context. The research delves into various factors contributing to religious decline, including the growing trend of materialism, the impact of scientific and technological advancements, lack of religious education, and the influence of secularism. It also examines the causes of moral decay, such as the negative role of media, breakdown of family systems, economic pressures, and increasing individualism. The study highlights the consequences of this decline, including effects on social relationships, psychological and emotional issues, increased crime rates, and overall societal degradation.

The research proposes a multifaceted approach to address these challenges, emphasizing the importance of educational reforms, strengthening family systems, responsible media practices, promotion of religious and moral education, and raising social awareness. It underscores the crucial role of government and social institutions in policymaking and supporting social programs. The study also emphasizes individual responsibility, including personal ethical improvement, moral training within families, and playing a positive role in society. Drawing from Islamic teachings, Pakistani scholars, and relevant Western thinkers, the research provides a balanced perspective on tackling these issues. It concludes with a message of hope and determination for the future, calling for unity, continuous struggle, and adherence to Islamic values to build a better and more stable society.

Keywords: Religious decline, moral decay, Pakistani society, Islamic values, media influence, educational reforms, societal challenges

تعارف:

پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے جس کی بنیاد اسلامی نظریے پر رکھی گئی۔ یہاں کے باشندے اپنی زندگیوں میں مذہبی اور اخلاقی اقدار کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ تاہم، حالیہ دہائیوں میں، پاکستانی معاشرے میں مذہبی اور اخلاقی زوال کے واضح آثار نظر آنے لگے ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو نہ صرف ہمارے ملک بلکہ پوری دنیا کے لیے تشویش کا باعث ہے۔

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[i]

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔"

مذہبی اور اخلاقی اقدار کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے، ہمیں پہلے ان کی تعریف کو سمجھنا ہوگا۔ مذہبی اقدار وہ ہیں جو ہمیں اپنے خالق سے جوڑتی ہیں اور ہماری روحانی زندگی کو مضبوط بناتی ہیں۔ جبکہ اخلاقی اقدار وہ ہیں جو ہمارے کردار کو تشکیل دیتی ہیں اور ہمیں ایک بہتر انسان بننے میں مدد دیتی ہیں۔

پاکستان کے معروف مفکر اور فلسفی، علامہ محمد اقبال نے اپنی کتاب "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" میں لکھا ہے:

"مذہب صرف عقائد کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ایک طرز زندگی ہے جو انسان کو اپنے خالق اور مخلوق دونوں سے جوڑتا ہے۔"[ii]

اس موضوع کی اہمیت اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ مذہبی اور اخلاقی زوال کے نتیجے میں معاشرے میں بے راہ روی، جرائم، اور سماجی بے چینی جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف افراد کی زندگیوں پر منفی اثر ڈالتی ہے بلکہ پورے ملک کی ترقی اور خوشحالی کو بھی متاثر کرتی ہے۔

پاکستان کے مشہور مذہبی عالم، مولانا مودودی نے اپنی کتاب "تفہیم القرآن" میں لکھا ہے:

"جب کوئی قوم اپنے اخلاقی معیارات کو کھو دیتی ہے، تو وہ اپنی شناخت اور وجود کو بھی کھو دیتی ہے۔"[iii]

اس مضمون میں، ہم پاکستانی معاشرے میں مذہبی اور اخلاقی زوال کے اسباب کا جائزہ لیں گے اور ان کے ممکنہ حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا مقصد ہے کہ ہم اپنے قارئین کو اس اہم موضوع پر سوچنے اور عمل کرنے کی ترغیب دیں، تاکہ ہم ایک مضبوط اور صحت مند معاشرہ تعمیر کر سکیں جو اسلامی اصولوں اور پاکستانی اقدار پر مبنی ہو۔

معاشرے میں مذہبی زوال کے اسباب:

پاکستانی معاشرے میں مذہبی زوال کے متعدد اسباب ہیں جن کا گہرا تجزیہ ضروری ہے۔ یہ عوامل نہ صرف ہمارے ملک بلکہ دنیا بھر کے مسلم معاشروں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مادی پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان:

مادہ پرستی کا رجحان معاشرے میں مذہبی اقدار کے زوال کا ایک اہم سبب ہے۔ لوگ دنیاوی کامیابیوں اور مادی اشیاء کے حصول کو زندگی کا بنیادی مقصد سمجھنے لگے ہیں۔ یہ رویہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ"[iv]

"لوگوں کے لیے خواہشات کی محبت خوبصورت کر دی گئی ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے ڈھیر اور نشان والے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔"

پاکستان کے معروف عالم دین، ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی کتاب "قرآن اور عصر حاضر" میں لکھا ہے:

"آج کے دور میں مسلمانوں کی بڑی تعداد نے مادی ترقی کو اپنا مقصد حیات بنا لیا ہے، جبکہ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"[v]

سائنسی اور تکنیکی ترقی کا اثر:

سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نے لوگوں کے ذہنوں میں مذہب کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ سائنس اور مذہب ایک دوسرے کے متضاد ہیں، جبکہ حقیقت میں اسلام علم اور تحقیق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[vi]

"علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

پاکستان کے مشہور سائنسدان اور مفکر، ڈاکٹر عبد السلام نے اپنی کتاب "اسلام اور سائنس" میں لکھا ہے:

"اسلام اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ دراصل، اسلام نے ہمیشہ علم کی ترویج کی ہے اور مسلمان سائنسدانوں نے دنیا کو بہت کچھ دیا ہے۔"[vii]

مذہبی تعلیم کی کمی:

پاکستان میں مذہبی تعلیم کی کمی بھی مذہبی زوال کا ایک اہم سبب ہے۔ بہت سے لوگوں کو اسلام کی بنیادی تعلیمات کا صحیح علم نہیں ہے، جس کی وجہ سے وہ اسلامی اصولوں پر عمل نہیں کر پاتے۔ علامہ اقبال نے اس مسئلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

"مسلمانوں کی موجودہ پستی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب کو بھلا دیا ہے۔ وہ اسلام کے حقیقی پیغام سے ناواقف ہیں۔"[viii]

سیکولرازم کا اثر:

مغربی تہذیب کے اثرات کے نتیجے میں، پاکستان میں بھی سیکولر خیالات کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ یہ رجحان مذہب کو نجی معاملہ سمجھتا ہے اور اسے معاشرتی اور سیاسی زندگی سے الگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ نظریہ اسلام کے جامع نظامِ زندگی کے تصور کے خلاف ہے۔

مولانا مودودی نے اپنی کتاب "اسلامی ریاست" میں لکھا ہے:

"اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کرتا ہے۔ سیکولرازم کا تصور اسلام کے اس بنیادی نظریے کے خلاف ہے۔"[ix]

ان تمام عوامل کے نتیجے میں، پاکستانی معاشرے میں مذہبی زوال کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے، ہمیں اپنی مذہبی اور ثقافتی جڑوں کی طرف واپس لوٹنے کی ضرورت ہے، جبکہ ساتھ ہی جدید دنیا کے تقاضوں کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔

اخلاقی زوال کے اسباب:

پاکستانی معاشرے میں اخلاقی زوال کے متعدد اسباب ہیں جو گہری توجہ کے مستحق ہیں۔ یہ عوامل ہمارے معاشرے کے اخلاقی تانے بانے کو متاثر کر رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات سے دوری کا باعث بن رہے ہیں۔

میڈیا کا منفی کردار:

آج کے دور میں میڈیا کا کردار انتہائی اہم ہو گیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر اوقات میڈیا اخلاقی اقدار کی ترویج کے بجائے منفی رویوں اور غیر اخلاقی طرزِ زندگی کو فروغ دیتا ہے۔ ٹیلی ویژن پروگرامز، فلمیں اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اکثر ایسے مواد پیش کرتے ہیں جو ہمارے اسلامی اور ثقافتی اقدار کے منافی ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے:

"الْعَيْنُ بَابُ الْقَلْبِ"[x]

"آنکھ دل کا دروازہ ہے۔"

یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں وہ ہمارے دل اور ذہن پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔

پاکستان کے معروف صحافی اور مفکر، وحید الدین خان نے اپنی کتاب "میڈیا اور اخلاقیات" میں لکھا ہے:

"میڈیا کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ اسے معاشرے کے اخلاقی معیارات کو بلند کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، نہ کہ انہیں مزید پست کرنے میں۔"[xi]

خاندانی نظام کا بکھراؤ:

پاکستانی معاشرے میں خاندانی نظام کا بکھراؤ اخلاقی زوال کا ایک اہم سبب ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام کی جگہ انفرادی خاندانوں نے لے لی ہے، جس کی وجہ سے بزرگوں کی تربیت اور نگرانی کا عمل کمزور ہو گیا ہے۔ والدین کی مصروفیات کی وجہ سے بچوں کی اخلاقی تربیت متاثر ہو رہی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[xii]

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

پاکستان کے مشہور معاشرتی مفکر، ڈاکٹر اکبر ایس احمد نے اپنی کتاب "پاکستانی معاشرہ: تبدیلی اور استحکام" میں لکھا ہے:

"خاندانی نظام کے بکھراؤ سے ہماری نئی نسل اخلاقی رہنمائی سے محروم ہو رہی ہے۔ ہمیں اپنے روایتی خاندانی نظام کی اہمیت کو پھر سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔"[xiii]

معاشی دباؤ اور مسابقت:

معاشی مشکلات اور شدید مسابقت کے ماحول نے لوگوں کو اخلاقی اقدار سے دور کر دیا ہے۔ بہت سے لوگ مالی فائدے کے لیے غیر اخلاقی طریقوں کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ رویہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے جو ہمیں ہمیشہ حلال کمائی کی ترغیب دیتی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ"[xiv]

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ یہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔"

پاکستان کے معروف معاشی ماہر، ڈاکٹر اشفاق حسن خان نے اپنی کتاب "پاکستان کی معیشت: چیلنجز اور حل" میں لکھا ہے:

"معاشی دباؤ اور شدید مسابقت نے ہمارے معاشرے میں اخلاقی اقدار کو کمزور کیا ہے۔ ہمیں ایک ایسا معاشی نظام چاہیے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو اور جس میں ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار کو بھی ترجیح دی جائے۔"[xv]

انفرادیت پسندی کا بڑھتا ہوا رجحان:

مغربی اثرات کے نتیجے میں، پاکستانی معاشرے میں انفرادیت پسندی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ لوگ اپنے ذاتی مفادات کو اجتماعی بہبود پر ترجیح دینے لگے ہیں۔ یہ رویہ ہمارے اسلامی اور ثقافتی اقدار کے خلاف ہے جو ہمیں دوسروں کی مدد اور خدمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ"[xvi]

"بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ فائدہ مند ہو۔"

پاکستان کے مشہور سماجی مفکر، ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی کتاب "پاکستانی معاشرہ: روایت اور تبدیلی" میں لکھا ہے:

"انفرادیت پسندی کا بڑھتا ہوا رجحان ہمارے معاشرے کے اخلاقی تانے بانے کو کمزور کر رہا ہے۔ ہمیں اپنے اسلامی اور ثقافتی اقدار کی طرف واپس لوٹنے کی ضرورت ہے جو ہمیں ایثار اور قربانی کی تعلیم دیتے ہیں۔"[xvii]

ان تمام عوامل کے نتیجے میں، پاکستانی معاشرے میں اخلاقی زوال کے واضح آثار دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے، ہمیں اپنے اسلامی اور ثقافتی اقدار کی طرف واپس لوٹنے کی ضرورت ہے، جبکہ ساتھ ہی جدید دنیا کے تقاضوں کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔

مذہبی اور اخلاقی زوال کے نتائج:

پاکستانی معاشرے میں مذہبی اور اخلاقی زوال کے نتائج بہت گہرے اور دور رس ہیں۔ یہ نتائج نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ پورے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ آیئے ان نتائج کا تفصیلی جائزہ لیں۔

سماجی روابط پر اثرات:

مذہبی اور اخلاقی زوال کا سب سے زیادہ اثر ہمارے سماجی روابط پر پڑ رہا ہے۔ لوگوں کے درمیان محبت، ہمدردی اور تعاون کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى"[xviii]

"مومنوں کی مثال ان کی محبت، رحم دلی اور ہمدردی میں ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو پورا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

پاکستان کے مشہور سماجی مفکر، ڈاکٹر خالد مسعود نے اپنی کتاب "پاکستانی معاشرہ: بحران اور حل" میں لکھا ہے:

"مذہبی اور اخلاقی زوال نے ہمارے سماجی تانے بانے کو کمزور کر دیا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کے بجائے صرف اپنے مفادات کو ترجیح دے رہے ہیں۔"[xix]

نفسیاتی اور جذباتی مسائل:

مذہبی اور اخلاقی زوال کے نتیجے میں لوگوں میں نفسیاتی اور جذباتی مسائل بڑھ رہے ہیں۔ افسردگی، اضطراب اور تناؤ جیسے مسائل عام ہو گئے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"[xx]

"یاد رکھو، اللہ کے ذکر سے ہی دل کو سکون ملتا ہے۔"

پاکستان کے ماہر نفسیات، ڈاکٹر سعد ملک نے اپنی کتاب "جدید دور کے نفسیاتی مسائل" میں لکھا ہے:

"مذہبی اور روحانی اقدار سے دوری نے لوگوں کو نفسیاتی طور پر کمزور کر دیا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں روحانیت کو دوبارہ شامل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ذہنی سکون حاصل کر سکیں۔"[xxi]

جرائم کی شرح میں اضافہ:

مذہبی اور اخلاقی زوال کے نتیجے میں جرائم کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ چوری، ڈکیتی، قتل اور دیگر سنگین جرائم معمول بن گئے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"[xxii]

"میں صرف اخلاق کی بہترین صورتوں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

پاکستان کے سابق چیف جسٹس، جسٹس (ر) افتخار محمد چودھری نے اپنی کتاب "عدل اور انصاف کا نظام" میں لکھا ہے:

"جرائم کی بڑھتی ہوئی شرح ہمارے معاشرے میں اخلاقی زوال کا واضح ثبوت ہے۔ ہمیں اپنے نظام تعلیم اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ ہم اسلامی اخلاقیات کو فروغ دے سکیں۔"[xxiii]

معاشرتی انحطاط:

مذہبی اور اخلاقی زوال کے نتیجے میں پورے معاشرے میں انحطاط کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ لوگوں میں ایمانداری، دیانتداری اور اخلاص جیسی صفات کم ہوتی جا رہی ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"[xxiv]

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔"

پاکستان کے معروف مفکر اور مصنف، اشفاق احمد نے اپنی کتاب "ہم کیوں بہتر نہیں" میں لکھا ہے:

"ہمارے معاشرے کا انحطاط اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم نے اپنے مذہبی اور اخلاقی اقدار کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ہمیں اپنی اصل روح کی طرف واپس لوٹنے کی ضرورت ہے جو اسلام کی تعلیمات پر مبنی ہے۔"[xxv]

یہ نتائج ہمیں بتاتے ہیں کہ مذہبی اور اخلاقی زوال کتنا خطرناک ہے۔ ہمیں اس صورتحال کو سنجیدگی سے لینا چاہیے اور اس کے تدارک کے لیے فوری اقدامات کرنے چاہئیں۔ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے، ہمیں اپنے معاشرے کو بہتر بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

مذہبی اور اخلاقی زوال کا تدارک:

پاکستانی معاشرے میں مذہبی اور اخلاقی زوال کے تدارک کے لیے ہمیں ایک جامع اور مربوط حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ یہ ایک ایسا چیلنج ہے جس سے نمٹنے کے لیے معاشرے کے تمام طبقات کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

تعلیمی نظام میں اصلاحات:

ہمارے تعلیمی نظام میں بنیادی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسا نصاب تیار کرنا ہوگا جو صرف علمی معلومات ہی نہ دے بلکہ طلبہ کے کردار کی تعمیر بھی کرے۔ اس میں اسلامی تعلیمات، اخلاقیات، اور ہمارے ثقافتی اقدار کو خاص اہمیت دی جانی چاہیے۔

حضرت محمد ﷺ نے تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[xxvi]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

پاکستان کے معروف تعلیمی ماہر، ڈاکٹر پرویز ہود بھائی نے اپنی کتاب "تعلیم اور ترقی" میں لکھا ہے:

"ہمیں ایسا تعلیمی نظام چاہیے جو نہ صرف ذہنی صلاحیتوں کو بڑھائے بلکہ اخلاقی اقدار کو بھی فروغ دے۔ یہ ہمارے ملک کے مستقبل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔"[xxvii]

خاندانی نظام کی مضبوطی:

خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے روایتی خاندانی نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ والدین کو اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت پر خاص توجہ دینی چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"[xxviii]

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔"

پاکستان کے مشہور معاشرتی مفکر، ڈاکٹر عابد حسین نے اپنی کتاب "پاکستانی معاشرہ: روایت اور تبدیلی" میں لکھا ہے:

"خاندانی نظام کی مضبوطی ہمارے معاشرے کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہماری نئی نسل اپنے پہلے اخلاقی سبق سیکھتی ہے۔"[xxix]

میڈیا کی ذمہ داری:

میڈیا کو اپنی سماجی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ ٹی وی چینلز، اخبارات، اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو ایسے پروگرام اور مواد پیش کرنا چاہیے جو ہمارے مذہبی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیں۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ[xxx]

"نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس کا کرنے والا ہے۔"

پاکستان کے معروف صحافی، نجم سیٹھی نے اپنی کتاب "میڈیا اور معاشرہ" میں لکھا ہے:

"میڈیا کو صرف خبریں پہنچانے کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرے کی اخلاقی تعمیر کا ایک اہم ستون سمجھنا چاہیے۔"[xxxi]

مذہبی اور اخلاقی تعلیم کی ترویج:

ہمیں اپنے معاشرے میں مذہبی اور اخلاقی تعلیم کی ترویج کے لیے خصوصی اقدامات کرنے چاہئیں۔ مساجد، مدارس، اور دیگر مذہبی ادارے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ[xxxii]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور ان سے بہترین طریقے سے بحث کرو۔"

پاکستان کے معروف عالم دین، مولانا طارق جمیل نے اپنی کتاب "دین کی دعوت" میں لکھا ہے:

"مذہبی تعلیم کا مقصد صرف عبادات سکھانا نہیں بلکہ ایک مکمل زندگی کا نظام فراہم کرنا ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب بنائے۔"[xxxiii]

سماجی شعور کی بیداری:

آخر میں، ہمیں عوام میں سماجی شعور کی بیداری پیدا کرنی ہوگی۔ لوگوں کو یہ احساس دلانا ہوگا کہ وہ اپنے معاشرے کی بہتری کے لیے کیا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[xxxiv]

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

پاکستان کے مشہور سماجی کارکن، عبد الستار ایدھی نے کہا تھا:

"اگر آپ انسانیت کی خدمت نہیں کر سکتے تو کم از کم انسانیت کو نقصان تو نہ پہنچائیں۔"[xxxv]

ان تمام اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حکومت، تعلیمی ادارے، میڈیا، مذہبی رہنما، اور عام شہری سب کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ یہ ایک طویل مدتی عمل ہے جس کے لیے صبر اور استقامت کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر ہم نے اپنے معاشرے کو بہتر بنانا ہے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لیے ایک مثبت ماحول چھوڑنا ہے تو ہمیں یہ کوشش کرنی ہی ہوگی۔

انفرادی ذمہ داری:

معاشرے کے مذہبی اور اخلاقی زوال کے تدارک میں ہر فرد کا کردار انتہائی اہم ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کو احاطہ کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ"[xxxvi]

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے حالات کو نہ بدل لیں۔"

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ معاشرتی تبدیلی کی ابتدا انفرادی سطح سے ہوتی ہے۔ اس لیے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

ذاتی اخلاقیات کی بہتری:

ذاتی اخلاقیات کی بہتری معاشرتی اصلاح کی بنیاد ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"[xxxvii]

"میں صرف اخلاق کی بلندیوں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔"

ڈاکٹر اسرار احمد اپنی کتاب "اسلامی ریاست" میں لکھتے ہیں: "اسلام کا مقصد صرف انسان کی ظاہری زندگی کو درست کرنا نہیں، بلکہ اس کے باطن کی اصلاح بھی ہے۔ یہ اصلاح باطن ہی ہے جو معاشرے میں حقیقی تبدیلی لا سکتی ہے۔"[xxxviii]

ہر فرد کو اپنے اخلاق کی بہتری کے لیے مسلسل کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں صداقت، امانت داری، خلوص، تواضع، صبر، اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا شامل ہے۔

خاندان میں اخلاقی تربیت:

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اخلاقی تربیت کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی اقدار اور اخلاقیات سکھائیں۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ"[xxxix]

"کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی بہتر تحفہ نہیں دے سکتا۔"

علامہ اقبال نے اپنی نظم "والدہ مرحومہ کی یاد میں" میں والدین کے کردار کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے:

"والدین کی محبت سے ملی ہے زندگی
ان کی تربیت سے پائی ہے آدمیت کی خوبی"[xl]

خاندان میں اخلاقی تربیت کے لیے والدین کو چاہیے کہ:

1. بچوں کے سامنے اچھا نمونہ پیش کریں۔
2. قرآن وحدیث کی تعلیمات سے انہیں آگاہ کریں۔
3. اخلاقی اقدار کی اہمیت پر زور دیں۔
4. بچوں کو غلط کاموں سے روکیں اور اچھے کاموں کی ترغیب دیں۔

معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنا:

ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے میں مثبت کردار ادا کرے۔ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بہت زور دیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ"[xli]

"اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔"

مولانا مودودی اپنی تفسیر "تفہیم القرآن" میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ آیت مسلمانوں کو بتاتی ہے کہ ان کی ذمہ داری صرف اپنے تک محدود نہیں، بلکہ پورے معاشرے کی اصلاح ان کا فرض ہے۔"[xlii]

معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کے لیے ہر فرد کو چاہیے کہ:

1. اپنے ارد گرد کے لوگوں کی مدد کرے۔
2. سماجی خدمت کے کاموں میں حصہ لے۔
3. ماحولیاتی مسائل کے حل میں کردار ادا کرے۔
4. قانون کی پاسداری کرے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے۔
5. علم وآگہی کی ترویج میں حصہ لے۔

خلاصہ:

معاشرے کے مذہبی اور اخلاقی زوال کے اسباب اور ان کا تدارک ایک اہم اور پیچیدہ موضوع ہے جس پر ہم نے تفصیل سے بحث کی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ مادہ پرستی، سائنسی ترقی کا غلط استعمال، مذہبی تعلیم کی کمی، اور سیکولرازم کے بڑھتے ہوئے اثرات نے ہمارے معاشرے میں مذہبی اقدار کو کمزور کیا ہے۔ اسی طرح، میڈیا کا منفی کردار، خاندانی نظام کا بکھراؤ، معاشی دباؤ، اور انفرادیت پسندی کے رجحان نے اخلاقی زوال کو فروغ دیا ہے۔

علامہ اقبال نے اپنی نظم "شکوہ" میں اس صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا:

"دین ودانش، عقل ودل، قرآں وحکمت سب گئے

اب کہاں وہ لوگ کہتے تھے جنہیں مومن تو نے"[xliii]

ان اسباب کے نتیجے میں ہم نے دیکھا کہ سماجی روابط کمزور ہوئے، نفسیاتی اور جذباتی مسائل بڑھے، جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا، اور معاشرتی انحطاط کا عمل تیز ہوا۔

تاہم، ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس صورتحال کا تدارک ممکن ہے۔ اس کے لیے تعلیمی نظام میں اصلاحات، خاندانی نظام کی مضبوطی، میڈیا کی ذمہ دارانہ کردار ادائیگی، مذہبی اور اخلاقی تعلیم کی ترویج، اور سماجی شعور کی بیداری ضروری ہے۔ حکومت اور معاشرتی اداروں کو قانون سازی، پالیسی سازی، اور سماجی پروگراموں کی حمایت کے ذریعے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر فرد کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ اپنی ذاتی اخلاقیات کی بہتری، خاندان میں اخلاقی تربیت، اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔

مولانا مودودی نے اپنی کتاب "تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں" میں لکھا ہے: "معاشرے کی اصلاح کا آغاز خود سے ہوتا ہے۔ جب ہر فرد اپنے اندر تبدیلی لائے گا، تب ہی معاشرہ بدل سکے گا۔"[xliv]

اگرچہ موجودہ صورتحال چیلنجنگ ہے، لیکن مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے پاس اسلام کی شکل میں ایک مکمل نظام حیات موجود ہے جو ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ"[xlv]

"اور تم سست نہ ہو اور نہ غمگین ہو، اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

یہ آیت ہمیں امید اور عزم کی تلقین کرتی ہے۔ ہمیں اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے مستقبل کی طرف بڑھنا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی کتاب "قرآنی نظام حیات" میں لکھا ہے: "اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے نہ صرف انفرادی زندگی بلکہ پورا معاشرہ مثالی بن سکتا ہے۔ ہمیں صرف اپنے عزم کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔"[xlvi]

مستقبل کے لیے ہمارا عزم مندرجہ ذیل نکات پر مبنی ہونا چاہیے:

1. **علم وآگہی کی ترویج:** ہمیں اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کے بارے میں علم حاصل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا ہوگا۔
2. **عملی اقدامات:** صرف علم کافی نہیں، ہمیں اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔
3. **تربیت نسل نو:** ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کو اسلامی اقدار سے روشناس کرانا ہوگا تاکہ وہ ایک بہتر معاشرہ تعمیر کر سکیں۔
4. **اتحاد واتفاق:** ہمیں فرقہ وارانہ اختلافات سے بالاتر ہو کر ایک متحد امت کی شکل میں کام کرنا ہوگا۔
5. **مسلسل جدوجہد:** اصلاح کا عمل ایک طویل جدوجہد ہے، ہمیں مایوس ہوئے بغیر اس پر گامزن رہنا ہوگا۔

علامہ اقبال نے ہمیں امید اور عزم کا درس دیتے ہوئے کہا تھا:

"نا سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں"[xlvii]

یہ اشعار ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے حالات کو نہ سمجھا اور ان کی اصلاح کی کوشش نہ کی تو ہم تاریخ کے صفحات سے مٹ جائیں گے۔

مختصراً یہ کہ، ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشرے کے مذہبی اور اخلاقی زوال کا تدارک ایک مشکل مگر ناگزیر کام ہے۔ اس کے لیے ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر مسلسل کوشش کرنی ہوگی۔ ہمیں اپنے ماضی سے سبق سیکھنا ہوگا، حال کی صورتحال کو سمجھنا ہوگا، اور مستقبل کے لیے ایک واضح حکمت عملی اپنانی ہوگی۔ اسلام کی تعلیمات ہمارے لیے ایک مشعل راہ ہیں جن کی روشنی میں ہم ایک بہتر اور مستحکم معاشرہ تعمیر کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات

[i] ۔الذاریات،56:51

[ii] ۔محمد اقبال، علامہ، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، لاہور، 1930ء، بزم اقبال، ص72

[iii] ۔مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد1، لاہور، 1972ء، ادارہ ترجمان القرآن، ص215

[iv] ۔آل عمران، 14:3

[v] ۔احمد، اسرار، قرآن اور عصر حاضر، لاہور، 1998ء، انجمن خدام القرآن، ص87

[vi] ۔ابن ماجہ، کتاب المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم

[vii] ۔سلام، عبد، اسلام اور سائنس، کراچی، 1984ء، حیدر پبلیکیشنز، ص45

[viii] ۔اقبال، محمد، کلیات اقبال اردو، لاہور، 1990ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص324

[ix] ۔مودودی، ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، لاہور، 1967ء، اسلامک پبلیکیشنز، ص178

[x] ۔نہج البلاغہ، حکمت نمبر 409

[xi] ۔خان، وحیدالدین، میڈیا اور اخلاقیات، لاہور، 2010ء، الفیصل ناشران، ص67

[xii] ۔صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الجمعۃ فی القری والمدن

[xiii] ۔احمد، اکبر ایس، پاکستانی معاشرہ: تبدیلی اور استحکام، اسلام آباد، 2005ء، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہسٹوریکل اینڈ کلچرل ریسرچ، ص112

[xiv] ۔النساء، 29:4

[xv] ۔خان، اشفاق حسن، پاکستان کی معیشت: چیلنجز اور حل، کراچی، 2015ء، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص203

[xvi] ۔المعجم الأوسط للطبراني، حدیث نمبر 6026

[xvii] ۔اقبال، جاوید، پاکستانی معاشرہ: روایت اور تبدیلی، لاہور، 2018ء، سنگ میل پبلیکیشنز، ص156

[xviii] ۔صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب

[xix] ۔مسعود، خالد، پاکستانی معاشرہ: بحران اور حل، لاہور، 2019ء، الفیصل ناشران، ص89

[xx] ۔الرعد، 28:13

[xxi] ۔سعد ملک، ڈاکٹر، جدید دور کے نفسیاتی مسائل، کراچی، 2020ء، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص132

[xxii] ۔مؤطا مالک

[xxiii] ۔چودھری، افتخار محمد، عدل اور انصاف کا نظام، اسلام آباد، 2018ء، پاکستان لا کمیشن، ص215

[xxiv] ۔صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن

[xxv] ۔احمد، اشفاق، ہم کیوں بہتر نہیں، لاہور، 2016ء، سنگ میل پبلیکیشنز، ص178

[xxvi] ۔سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم

[xxvii] ۔خودبھائی، پرویز، تعلیم اور ترقی، کراچی، 2017ء، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ص112

[xxviii] ۔التحریم، 6:66

[xxix] ۔حسین، عابد، پاکستانی معاشرہ: روایت اور تبدیلی، لاہور، 2019ء، سنگ میل پبلیکیشنز، ص156

[xxx]۔ سنن الترمذي، أبواب العلم

[xxxi]۔ سیٹھی، نجم، میڈیا اور معاشرہ، اسلام آباد، 2020ء، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ص 89

[xxxii]۔ النحل، 125:16

[xxxiii]۔ جمیل، طارق، دین کی دعوت، لاہور، 2018ء، الفیصل ناشران، ص 67

[xxxiv]۔ صحیح البخاري، کتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن

[xxxv]۔ ایدھی، عبدالستار، میری زندگی میرے کام، کراچی، 2013ء، ایدھی فاؤنڈیشن، ص 112

[xxxvi]۔ الرعد، 11:13

[xxxvii]۔ موطا امام مالک، کتاب حسن الخلق

[xxxviii]۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، اسلامی ریاست، لاہور: انجمن خدام القرآن، 1977ء، ص 87

[xxxix]۔ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة

[xl]۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال اردو، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1973ء، ص 203

[xli]۔ آل عمران، 104:3

[xlii]۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد اول، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1972ء، ص 258

[xliii]۔ اقبال، علامہ محمد، بانگ درا، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1924ء، ص 203

[xliv]۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1968ء، ص 78

[xlv]۔ آل عمران، 139:3

[xlvi]۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، قرآنی نظام حیات، لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن، 1989ء، ص 245

[xlvii]۔ اقبال، علامہ محمد، بال جبریل، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1935ء، ص 156